

ثبوتِ امامت

ثبوتِ علیؑ

علامہ نصیرالدین نصیر ہونزائی

پیوستہ امامت

یکے از تصنیف

علامہ نصیر الدین نصیر، وزیر اعلیٰ

ریسرچ ایسوسی ایٹ یونیورسٹی آف مونٹریال

کینیڈا

ادارہ عارف

خانہ حکمت

۲۰۱۷ نور ویلا ۲۶۹ گارڈن ویسٹ کراچی ۳۰ - (پاکستان)

فہرستِ مضامین

صفحہ

- ۱۔ انتسابِ خدا کا تختِ پائی پر تھا اور ہے ۴
- ۲۔ دیباچہ طبعِ سوم ۵
- ۳۔ اصولِ افضلیت ۱۲
- ۴۔ منقبتِ نورِ امامت ۳۵
- ۵۔ آپ کے تعاون کا شکر یہ ۳۷
- ۶۔ سپاسنامہ ۳۵

انتساب

خدا کا تخت پانی پر تھا اور ہے

پانی پر عرش یا عرش کے نیچے پانی ہونے ۛ
کی تاویل یہ ہے کہ گو بہر عقل جو عرش رحمان ہے
وہ سرچشمہ علم ہے، اس لئے بحر علم اس کے
تحت ہے، یہ ہوا پانی پر عرش کا ہونا، پس صدر
فتح علی صیب اور ایڈوائزر گل شکر کے فرزند ان بلند
نزار، رحیم اور فاطمہ کتنے نیک بخت ہیں کہ ان کو
بچپن ہی سے تاویل حکمت سکھائی جا رہی ہے
اور وہ بڑے شوق سے سیکھ رہے ہیں۔

دیباچہ طبع سوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
 بندہ خاکسار، ذرّہ بے مقدار، مانند طفل شیرخوار، یا مثل بہر تو بہا
 گریبان ہو ہو کر بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جانا چاہتا ہے تاکہ
 انتہائی عاجزی اور محویت و فنائیت کے عالم میں شکر گزاری کر سکے
 اور اس حسن ظن سے کہ خدا کا شکر کیا دل کو تسکین ہو جائے۔

یہ سچ ہے کہ یہ حقیر بندہ (پرتو شاہ = نصیر الدین) حکیم پیرنا صخرہ قوس
 کا ایک ادنیٰ سا شاگرد ہے، لہذا یہ لازمی امر ہے کہ یہاں جتنی علمی
 کوششیں کی گئی ہیں ان میں سے جو عقلی اور منطقی چیزیں ہیں، یا جو
 حکمت کی باتیں ہیں وہ سب کی سب حضرت امامِ قدس و اطہر علیہ السلام
 اور پیرِ نامدار کی برکت سے ہیں، اور جو کچھ خام و ناتمام ہے، وہ یقیناً
 اس ادنیٰ عن سلام کا ہے۔

• ثبوتِ امامت، اگرچہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور یہ بہت
 پہلے ضبطِ تحریر میں آئی تھی، لیکن اہل علم حضرات اس کو بہت پسند
 کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا "نظریۃً افضلیت" بڑا عجیب و غریب

اور بے حد دلکش ہے، اس میں مطالعہ فطرت اور مشاہدہ قدرت کا ایک انقلابی تصور موجود ہے اور جو دلائل و براہین اس پھوٹی ٹی سی کتاب میں ہیں وہ بے مثال کیوں نہ ہوں، کیونکہ وہ آفاق و انفس کی شہادتوں اور حقیقتوں پر مبنی ہیں۔

یہاں اپنے اصول کے مطابق کچھ علمی باتیں بھی ضروری ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز بدرجہا انتہا حیران کن ہو کرتی ہے، جیسے اس کی کتاب (قرآن) میں سب آسمانی کتابوں کا خلاصہ بیان موجود ہے کائنات میں بے شمار کائناتیں اور نفس انسانی میں لاتعداد نفوس پوشیدہ ہیں، اسی طرح ہر عالم شخصی میں تمام عوالم شخصی پنہان ہیں، اور اس میں بجدِ قوت امامِ مہدیؑ کا عالم بھی ہے، پس عقل و دانش والوں کے لئے خدا کے اس کام میں بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اولادِ آدمؑ کو جو کچھ از قسم امکانی دولت، خزانہ، سلطنت اور نور عطا ہوا ہے وہ حقیقت ہے اور ان تمام بڑی بڑی نعمتوں کو فعلاً دیکھنے کیلئے ہر مومن اور مومنہ علم و عبادت سے کام لیتے رہے۔

کرہ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کے حق میں ہماری عملی خیر خواہی یہ ہوگی کہ اب ہم قرآن و اسلام کی ان پوشیدہ حکمتوں کو ظاہر کرنے کی سعی کریں، جن کی روشنی میں ہر دانش مند کو یہ یقین آتا ہے کہ خدا کسی بھی انسانی روح کو ضائع نہیں کرتا ہے، اگرچہ

عارضی دوزخ بصورتِ جہالت موجود ہے اور اس کی مذمت بھی ضروری ہے، کیونکہ جہالت و نادانی خواہ دینی ہو یا دنیاوی، عقل و دانش کی دشمن ہے، پس علم والوں پر فرض ہے کہ وہ جہالت کے خلاف جنگ کریں، تاکہ عالم انسانیت میں علم و حکمت کی روشنی پھیل جائے۔

میں اس سال ۱۹۹۳ء میں بفضلِ خدا اپنے بہت ہی عزیز و محترم دوست امام داد کریم کی پُر خلوص دعوت پر فرانس جیسے عظیم ملک کے مختصر دورہ پر جاسکا، میں ۲ اور ۴ جولائی کے درمیان اس خوبصورت شہر میں تھا، متعلقہ دلچسپ باتیں بہت زیادہ ہیں، جن کو کبراً کاتبین نے (۸۲) یقیناً ریکارڈ کر لیا ہوگا، لیکن ایک بات جو یہاں ضروری ہے، وہ بتا دی جاتی ہے کہ جب فرانس کے ایک ریڈیو کے لئے میرا انٹرویو ہو رہا تھا، تب میں نے سلسلہ گفتگو کے دوران اپنا طریق کار ظاہر کرتے ہوئے یوں کہا:

” میں ایک اسماعیلی خاندان میں پیدا ہوا ہوں، لہذا یہ قدرتی امر ہے کہ میں اسماعیلی جماعت کی کچھ خدمت کروں، میرا دین اسلام اور ملک پاکستان ہے، الحمد للہ مجھے دین و ملک کی خدمت بے حد عزیز ہے، اور بالآخر میں ایک انسان ہوں، پس میں عالم انسانیت کی حمایت اور خدمت کیوں نہ کروں۔

اسلام اور انسانیت کے درمیان کوئی تضاد کس طرح

ہو سکتا ہے، چنانچہ جو کام دینی خدمت کے عنوان سے کیا جاتا ہے وہی کام دراصل عالم انسانیت کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔

قرآن پاک (۲۱۳) میں یہ حکمتی اشارہ اور مفہوم موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری سے قبل کے زمانے میں سداً لوگ ایک ہی امت (جماعت) تھے، چاہے یہ واقعہ عالم شخصی میں ہوا ہو یا کرہ ارض پر یا کسی دوسرے سیارے پر، خواہ یہ اجسام کشف کا اتفاق و اتحاد ہو یا اجسام لطیف کی وحدت و سالمیت، بہر حال یہ دور انسانیت ہی کی بات ہو سکتی ہے۔

سورۃ بقرہ کے چوتھے رکوع میں حضرت آدم و حضرت حواؑ اور ان کے بہت سے ساتھیوں کے بہشت سے بہبوط یعنی اترنے کا ذکر ہے، اس سلسلے میں اٰھبطوا (تم سب اتر دو) کا حکم دو دفعہ (۲۳۶، ۲۳۸) آیا ہے، چنانچہ پہلے حکم پر وہ سب سیارہ بہشت سے پرواز کر کے زمین پر اتر آئے، اور ایک عرصے تک جسم لطیف ہی میں تھے، اس انتہائی عظیم خزانہ اسرار کو حضرت قائم کے ظہور تک پوشیدہ رکھنے کی خاطر وہ سب کے سب جنات کہلائے، اور پھر خدا کا دوسرا حکم (۲۳۸) ہوا، جس کی وجہ سے وہ جسم لطیف سے جسم کشف میں تبدیل ہو گئے، یہ تھے وہ جنات جو انسانوں سے قبل زمین پر رہتے تھے اور یہی تھے وہ لوگ جو دورِ انبیاء سے پہلے

ایک جماعت کی حیثیت سے رہا کرتے تھے، جن کا اور پر ذکر ہوا۔
 میں اسلام کی عظمت و جلالت کو جھک جھک کر سلام کرتا
 ہوں، میں انسانی شرافت کے لئے بے حد احترام کرتا ہوں، اور پھر
 اپنے تمام عزیزوں کو یہ معلوم کیوں اتنی شدت سے اور ایسی کثرت سے
 یاد کرتا ہوں! شاید اس کے پس منظر میں خداوندِ قدوس کی مبارک ہدایت و
 رحمت ہے، تاکہ ہم سب جو اس مقدس علمی خدمت سے منسلک ہیں
 خوشی اور شادمانی سے اپنا اپنا کام انجام دے سکیں۔

ہمارے عزیزان جو مشرق و غرب میں رہتے ہیں وہ سب کے
 سب یہاں کی تصانیف و تراجم اور طباعت و اشاعت کو دیکھ کر سید
 مسرور و شادمان ہو جاتے ہیں، اس حقیقت کی ایک روشن مثال
 امریکا میں پیش آئی، چنانچہ عملداروں کی ایک خاص میٹنگ میں علمی
 خدمت کی زبردست تعریف کی گئی، اور چیف ایڈوائزر اکبر نے۔
 علی مہجائی نے تجویز پیش کی کہ ان عظیم الشان اور بے مثال علمی
 کارناموں پر اگر ہم آپ کو سونے یا چاندی کی ڈلیوں میں نہیں تول
 سکتے ہیں تو پھولوں میں ضرور تول سکتے ہیں، میں نے کہا عزیزین!
 اتنی بڑی عزت اور شہرت کا بارِ گران یہ درویش ہرگز نہیں اٹھا
 سکتا، اور یہ سارا کارنامہ تنہا اس ناچار کا نہیں، اس میں بہت
 سی اعلیٰ قوتیں شریک ہیں، پس اگر آپ کو فی ایسا کام کرنا چاہتے

ہیں تو "جشنِ خدمتِ علمی" کے عنوان سے کچھ کریں، جس میں تمام عملداروں اور ممبروں کو خوشی دینے کے لئے سعی کی جائے گی، اس کے لئے انہوں نے بخوشی منظور کیا۔

ایک درویش آدمی، جو ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوا ہے، اس بیماری کے لئے دور دراز ممالک کا جسمانی سفر کتنا سخت مشکل ہوگا، لیکن وہ بڑا عجیب و غریب سفر کتنا تیز، آرام دہ اور آسان ہے جو ہر شخص کے واسطے معجزانہ ہو سکتا ہے، درحالیے کہ آج لوگ اس کی اہمیت کو نہیں سمجھ رہے ہیں، وہ خیال، تصور، ذہن اور فکر کا سفر ہے، چنانچہ یہ بندہ کترین اپنے تخیل و تصور سے، جو تمام انسانوں میں موجود ہے، ہر اس شہر و دیار کا سفر کرتا رہتا ہے، جہاں اس کے عزیزان رہتے ہوں، جیسے شمالی علاقہ جات، جہاں اس غریب کی جائے پیدائش بھی ہے، اسلام آباد، کراچی، لنڈن، فرانس، شکاگو، ایلینوی، یوسٹن، ڈالاس اور کینیڈا کے کئی شہر، یہ صرف ان عزیزان کی بات ہے جو ہمارے اداروں سے منسلک ہیں، اس برق رفتار تخیل و تصور کی رسائی سے تمام ملاقاتیں تازہ اور لطیف ہو جاتی ہیں، الحمد للہ۔

نوٹ :- ادارے سے باہر جتنے علم دوست حضرات

ہیں وہ اس اصول سے بانٹتے ہیں کہ یہاں کی حوصلہ افزائی بالکل درست اور بجا ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ علم کی روشنی پھیلانی جاسکے۔

نصیر الدین نصیر ہونزائی

کراچی

بدھ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۹۳ء

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامِهِ مُبِينٌ

اصولِ افضلیت

یعنی آفاق و انفس سے ثبوتِ امامت کے دلائل و براہین

اگر کوئی باشعور انسان اس عالم کثرت کے ربط و نظام پر ذرا غور کرے تو وہ یہ حقیقت ضرور معلوم کر سکے گا کہ کائنات اور اس کی مخلوقات مختلف قبسوں یا کہ حصوں پر مشتمل ہیں، پھر مخلوقات کا ہر بڑا حصہ کئی چھوٹی چھوٹی قسموں پر منقسم ہے اور ان میں یہ اصول پایا جاتا ہے کہ جس طرح مخلوقات کی بڑی قبسوں میں سے ایک قسم افضل و اعلیٰ ہے، اسی طرح چھوٹی قبسوں میں سے بھی ایک افضل و اعلیٰ ہے، یہاں تک کہ بے جان اور جاندار مخلوق کے افراد میں بھی یہی اصول کار فرما ہے، ہم یہاں اس اصول کو اصولِ افضلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اسی اصول کی مطابقت امام زمان کے ثبوت، اس کی افضلیت اور ہر زمانے میں اس مقدس و

متبرک ہستی کے حقیقی حاضر ہونے کی اہمیت کے دلائل پیش کرتے ہیں۔
 حق تعالیٰ نے کائنات و موجودات کے مجموعی عمل کے ذریعے سے
 انسان پیدا کیا، اس اعتبار سے یہ کہنا درست ہے کہ کائنات و موجودات
 ایک انتہائی عظیم درخت کی مثال ہے اور اس کا پھل انسان ہے،
 پچانچہ حضرت حکیم ناصر خسرو قدس اللہ سرہ "روشنائی نامہ" میں فرماتے ہیں:

درخت است این جہان و میوہ ما ئیم

کہ نترقم بر درخت او برائیم

ترجمہ: (مثال کے طور پر) یہ کائنات ایک درخت ہے، اور
 ہم (انسان) ہی اس کا پھل ہیں، کیونکہ اس کائنات کے بہترین حاصل
 تو ہم ہی ہیں۔

پس کائنات میں جو کچھ مادی طور پر پھیلا ہوا ہے، وہ انسان میں
 روحانی طور پر یکجا ہے، جس طرح درخت میں جو کچھ بالفعل ظاہر اور
 پھیلا ہوا ہے وہ پھل کے مغز میں بالقوۃ پوشیدہ اور یکجا ہے،
 پچانچہ درخت سے پھل پیدا ہوتا ہے اور پھل سے درخت بنتا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کے انکشاف سے معلوم ہوا کہ کائنات اور
 انسان یا کہ آفاق و انفس کی تخلیقی صورت خدا کا قانون اور اس کی عملی
 کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اس لئے کہ اس کی
 آیتیں عملی صورت میں اہل بصیرت کے لئے روشن اور واضح ہیں اور وہ
 کتاب جس میں کوئی شک نہیں، بالآخر سب کے لئے ذریعہ یقین ہو

سکتی ہے، چنانچہ خداوندِ عالم فرماتا ہے،
 سَبُّرٌ مِّنْهُمْ أَيَاتُنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ
 لَكُمُ آيَاتُهُ الْحَقُّ ۗ ۲۱
 ۵۳

(یعنی حق تعالیٰ نے نزولِ قرآن کے زمانے میں فرماتا ہے کہ ہم آئندہ آفاق
 میں اور خود ان کے نفوس میں اپنی نشانیاں دکھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ انہیں
 ظاہر ہو جائے کہ وہ برحق ہے۔

اب ہم خداوندِ جل وعلیٰ کی توفیق سے ذیل میں آفاق و انفس کی
 چند ضروری شہادتوں کا بیان کرتے ہیں کہ وہ کس حقیقت کے متعلق ہیں:-

۱۔ آسمانوں کی شہادت

چنانچہ آسمان نو (۹) ہیں جو وسعت اور شرف، دونوں اعتبار سے
 ترتیب وار اور درجہ وار ہیں، اور نواں آسمان سب سے وسیع اور سب
 پر مقدم ہے، جو عرشِ الہی کہلاتا ہے، پس آسمانوں کے درجات میں سے
 ایک درجے کی افضلیت کہ وہ مرتبہ عرشِ الہی ہے، آفاق کی ایک ایسی
 آیت ہے جس کے معنی سے یہ شہادت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ
 عالمِ انسان میں بھی ایک ایسا فرد ہے جو تمام انسانوں سے افضل و اشرف
 ہے، اور وہ اپنے علم و حکمت سے دوسرے تمام انسانوں پر اس طرح
 حاوی ہے جس طرح فلکِ ہنم دوسرے تمام آسمانوں اور کائنات کی ماری
 چیزوں پر محیط ہے، اور وہ شخص عالمِ انسان اور عالمِ دین میں خدائے

تعالے کا عرش ہے اور آفاق کی یہ آیت قرآن پاک کی اس آیت کے عملی
معنی ظاہر کرتی ہے، وہ ارشاد یہ ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ط

ترجمہ، اور ہم نے ہر چیز (یعنی صورتِ کائنات اور اس کے تمام باشندوں
کے متعلق کل علم و حکمت) کو امامِ ظاہر (امامِ ناطق) کی ذات میں محدود و ملفوف کیا ہے۔

۲۔ اجرامِ فلکی کی شہادت

کائنات کی ترتیب میں آسمانوں کے بعد اجرامِ فلکی یعنی ستارے
آتے ہیں، چنانچہ آسمان میں بہت سے ستارے ہیں، مگر ان میں ایک ایسا
درخشان ستارہ ہے جو باقی تمام ستاروں کو اور پوری کائنات کو بے دریغ
روشنی اور گرمی پہنچاتا رہتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روشن اور تابان
ہے وہ نہ تو گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے، ایسا ستارہ سورج ہے جس نے
اپنے بے پناہ نور میں تمام کائنات و موجودات کو مستغرق کر دیا ہے، پس
سورج آفاق کی آیتِ نور ہے، جس کے معنی سے یہ حقیقت ظاہر ہے کہ
عالمِ دین میں بھی ایک ایسی پاک ہستی ہے جو خدا اور رسولؐ کا نور ہے اور
وہ علم و حکمت اور حسنِ سیرت میں دُنیا کے سارے لوگوں سے افضل و
اعلیٰ ہے، جس طرح سورج دوسرے تمام ستاروں سے افضل و اعلیٰ ہے،
یہ آسمانی حقیقت و شہادت قرآن پاک کی ان آیتوں کی طرح ہے جن میں
انسانِ کامل یعنی امامِ زمانِ خدا کے نور ہونے کا ثبوت ہے۔

۳۔ عناصرِ اربعہ کی شہادت

عناصرِ اربعہ مٹی، ہوا، پانی اور آگ کو کہتے ہیں، یہ چار عناصر بھی درجہ وار ہیں، چنانچہ مٹی سب سے نیچے اور سب سے کثیف ہے، پانی نے مٹی کو گھیر لیا ہے اور مٹی سے لطیف ہے، ہوا پانی پر محیط ہے، اور پانی سے لطیف ہے، آگ ہوا پر محیط ہے اور ہوا سے لطیف ہے اور روشنی و گرمی میں سورج کی خاصیت رکھتی ہے، پس آگ جو بجلی وغیرہ کی صورتوں میں بھی ہے، چار عناصر میں سے افضل ہے، اور یہ حقیقت کائنات کی ایسی آیت ہے جس کے معنی سے یہ مطلب ظاہر ہے کہ عالمِ دین میں بھی ایک ایسا مرتبہ ہے جو ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، جس طرح بجلی ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی، اور عالمِ دین کا وہ مرتبہ امام اور اس کی امامت ہے کہ اس میں نوری رحمت بھی ہے اور آتشِ قہر بھی ہے، جس طرح آگ اور بجلی کی مثال ہے اور کائنات کی یہ آیت قرآن کی ان آیتوں کی تفسیر کرتی ہے جو مذکور ہیں کہ موسیٰ نے ایک آگ دیکھی اور موسیٰ کی قوم کے چیدہ چیدہ ستر رجال پر بجلی گری وغیرہ۔

۴۔ موالیدِ ثلاثہ کی شہادت

موالیدِ ثلاثہ جمادات، نباتات اور حیوانات کو کہتے ہیں،

جن میں سے حیوانات کا گروہ افضل ہے، جس کا سبب فرج حیوانیہ اور اس کے احساسات ہیں، اور حیوانات میں سے حیوانِ ناطق افضل ہے جس کی وجہ نطق و شعور ہے، حیوانِ ناطق کا دوسرا نام انسان ہے، جو جمادات، نباتات اور حیواناتِ صامت پر حکمرانی کرتا ہے، اسلئے کہ اس کی عقل و شعور ہے جو عقلِ کل کے اثر سے ہے، مگر باقی ہوالید میں یہ عقل و شعور نہیں، پس انسان آفاق کی آیتوں میں سے ایک ایسی آیت ہے جس کے معنی سے یہ مطلب ظاہر ہو جاتا ہے کہ عالمِ دین میں بھی ایک ایسا فرد ہے جو صاحبِ علم و حکمت اور منظرِ عقلِ کل و نفسِ کل ہونے کے سبب سے خدا کا خلیفہ ہے اور اسی مرتبہ میں وہ خلایق کا بادشاہ ہے، ہر چند کہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ امامِ زمان ان کا دینی اور روحانی بادشاہ ہے، جس طرح انسان جمادات، نباتات اور حیواناتِ صامت کا بادشاہ ہے، اگرچہ حیواناتِ صامت و عیزہ اس امر واقعہ کو نہیں سمجھتے کہ ان پر کوئی شخص بادشاہی کر رہا ہے اور انسان یعنی بنی آدم دوسری تمام مخلوقات سے افضل و اشراف ہونے کی یہ آفاقی اور عملی آیت قرآنِ پاک کی اس آیت کی تفسیر ہے جس میں بنی آدم کی فضیلت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”یے شک ہم نے بنی آدم کو کرامت دی اور ان کو خشکی و تری میں اٹھایا اور انہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات

پر ان کو اچھی خاصی فضیلت دی؟“ ۱۷

اس آیت کی دلیل یہ ہے کہ لفظ ”بنی آدم“ کا اشارہ حضرت آدم کی صفتوں، علم و حکمت اور خلافت کی طرف ہے، دوسری طرف سے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص علم و حکمت میں آدم کے اوصاف سے قریب تر ہو وہی شخص صحیح معنوں میں ابنِ آدم کہلائے گا اور وہی شخص صحیح معنوں میں بنی آدم کی اس فضیلت کا حقدار ہو گا، پس وہ شخص پیغمبر اور امام علیہا السلام ہی ہیں۔

۵۔ مذاہبِ عالم کی شہادت

اس بات کی تحقیق کہ مذاہبِ عالم اپنی صورتِ حال سے کس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں؟ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کا کوئی بانی نہ ہو اور اہل مذہب اس پر اعتقاد نہ رکھتے ہوں اس کو نہ چاہتے ہوں اور انکے اعتقادات و رسوم میں یہ معنی پوشیدہ نہ ہوں، کہ اگر وہ بانی یا اس جیسا یا اس سے کمتر دوسرا شخص اب بھی زندہ اور موجود رہے کہ اس مذہب کی رہنمائی کرتا تو اہل مذہب نسبتاً زیادہ فائدے میں رہتے، نیز یہ کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کی بنیادی ضرورتوں سے یہ دلیل نہ ملے کہ دین و دنیا کی ہدایت کے لئے ہادی برحق کا موجود و حاضر ہونا انتہائی ضروری ہے، چنانچہ ہر مذہب میں اب بھی یہی اصول کار فرما ہے کہ لوگ دینی مسائل میں کسی نام نہاد دینی پیشوا کی طرف رجوع کرتے ہیں، پس مذاہبِ عالم کی یہ صورتِ حال

اس حقیقت کی ایک روشن دلیل ہے کہ نظریۂ امامت بالکل صحیح ہے ، اور اس میں وہ لوگ حق پر ہیں جن کا امام دنیا میں حی و حاضر ہے ، اور اربانِ عالم کا یہ قدرتی تقاضہ کہ ہادی برحق کے وجود فائض الوجود کا دنیا میں ہونا لازمی ہے ، آفاق کی ایک ایسی آیت ہے جس کے معنی سے کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکے گا ، اور یہ آیت قرآن کی آیت "ہاد" کی تفسیر ہے ، چنانچہ ارشاد ہے :

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِّقَوْمٍ هَادٍ ۝۳

(سے رسول!) آپ صرف انذار کے ذمہ دار ہیں ، اور ہر قوم (یعنی ہرزمانہ کے لوگوں) کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے۔

۶۔ سیاسی تنظیمات کی شہادت

دنیا کے ہر ملک میں ہمیشہ سے لوگوں کا کوئی نہ کوئی حاکم وقت ہوا کرتا ہے ، خواہ وہ خود مختار سلطان ہو یا صدرِ جمہور ، یا قبیلے کا سردار ، خواہ دینی حیثیت کا ہو یا دنیاوی قسم کا ، مگر ہر حال میں حاکم وقت کا ہونا لازمی ہے ، ورنہ لوگوں کی عزت و آبرو ، اہل و عیال ، مال و جان اور ملک ہر وقت خطرے سے خالی نہ ہوگا ، پس سیاسی تنظیمات کی ہستی اور اہمیت آفاق کی آیتوں میں سے ایک ایسی آیت ہے جس کی تفسیر یہ ہے کہ دینِ حق وہی ہے جس کا شاہنشاہ معجزانہ طور پر ہمیشہ حی و حاضر ہے ، کیونکہ جب دنیا کی حفاظت دنیاوی حاکم کے بغیر ممکن نہیں ، حالانکہ

دنیا کے معاملات بہت آسان ہیں تو دین کی حفاظت دینی حاکم کے بغیر اس سے بھی زیادہ ناممکن ہے، اس لئے کہ دین کے معاملات بہت دشوار ہیں، پس یہ آفاقی آیت اس قرآنی آیت کی وضاحت کرتی ہے، جس میں روئے زمین پر خلیفہ خدا موجود ہونے کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ہے :

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ قَاهُكُمْ
بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ ۲۸

ترجمہ: اے داؤد! ہم نے تجھے روئے زمین پر خلیفہ مقرر کیا، پس لوگوں کے درمیان بالکل ٹھیک فیصلہ کر لیا کہ۔“

۴۔ انبیاء کی شہادت

یہ روایت مشہور ہے کہ خدا کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کرنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے ہیں، مگر خدا کی حکمت اور زمان و مکان کی ضرورت کے سبب سے سارے انبیاء فضیلت و مرتبت میں یکساں نہ تھے بلکہ خداوند تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضل و شرف دیا تھا، چنانچہ ارشاد ہے :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۗ ۲۵۳

ترجمہ: یہ سب رسول (جو) ہم نے (بھیجے) ان میں سے بعض کو بعض

پر فضیلت دی۔“

چنانچہ حبیبِ خدا سردارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ فضیلت و مرتبت بطورِ کلی ملتی ہے اور اس حقیقت کے اثبات کے لئے بہت سی دلیلیں موجود ہیں، سنجملہ ایک دلیل یہ ہے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط ۲۱

ترجمہ: "اور (اے رسول) ہم نے تو آپ کو سارے دنیا جہان کے لوگوں کے حق میں ازسرتنا پارحمت بنا کر بھیجا۔"

چنانچہ تمام انبیاء میں سے صرف آنحضرت ہی رحمتِ کل ہیں، اور رحمت کا دوسرا لفظ مہربانی ہے اور خدا اور رسول کی مہربانی سب سے پہلے ہدایت کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت خلیقِ اولین و آخرین کے لئے ہدایت کے مرکز تھے اور کسی کام کا مرکزِ درمیان میں ہونا درست ہے، اس لئے آنحضرت دو ربیت کے اخیر میں اور دوہ امامت کے شروع میں آئے اور ہدایت کے اس مرکز کی جانب سے خلیقِ اولین کی ہدایت انبیاء علیہم السلام نے کی اور خلیقِ آخرین کی ہدایت ائمہ علیہم السلام نے کی، پس معلوم ہوا کہ آنحضرت بلاشبہ سردارِ رسل اور ہادئِ مہتمل ہیں۔

پس یہ حقیقتِ اظہر من الشمس ہے کہ مہرِ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک ایسے دینی اور روحانی سردار کا ہونا ضروری ہے جو خدا کی جانب سے مقرر ہو، کیونکہ اگر قانونِ الہی میں یہ امر مناسب اور ممکن ہوتا کہ

انسانوں کی کسی جمعیت کو یا کسی زمانے کے لوگوں کو روحانی سردار سے لینے یا رکھا جائے اور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی جائے تو سب سے پہلے یہ امر جمعیتِ انبیاء ہی میں ممکن ہوتا، اس لئے کہ وہ خود ہدایت یافتہ اور لوگوں کے سردار ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس معاملے میں کتابِ سماوی ہی لوگوں کی ہدایت کرنے کے لئے کافی ہے، کیونکہ اس دینی سرداری سے ہدایت مراد ہے نہ کہ کوئی اور شے مقصود ہے۔ تو اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک آخری سماوی کتاب ہے اور یہ صرف حکمت بالغہ کے اصول پر ہدایتِ الہیہ کی ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کے برابر کوئی کتاب جن و انس یا ہم مل کر بھی نہیں بنا سکتے، اور یہی قرآن انہی اوصاف کے ساتھ معنوی طور پر اگلی امتوں کی آسمانی کتابوں میں بھی تھا، چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ زُبُرٍ آلَاءِ وَلِيِّنٌ ۝ ۲۶

ترجمہ: اور بے شک وہ (قرآن) اگلی امتوں کی آسمانی کتابوں میں

(بھی موجود) ہے۔

وہ کتابیں ان امتوں کی اپنی اپنی زبانوں میں تھیں، مگر اس کے باوجود ان امتوں کے جو علماء، ماہرین برحق کی نذرانی ہدایت کے بغیر کتبِ سماوی کے حقائق و معارف سمجھنے کی سعی و کوشش کرتے تھے تو ان کی وہ کوشش نہ صرف بے سود ہی ثابت ہو جاتی بلکہ دراصل

وہ لوگ خدا کے پیغمبروں کو جھٹلانے کے مرتکب بھی ہو جاتے تھے، جس کے اسباب حسب ذیل ہیں:

جب وہ لوگ ذاتی کوششوں سے کتب سماویہ کے حقائق تک نہ پہنچ سکے، تو انہوں نے گویا منطقی طور پر یہ کہا کہ "کتاب سماوی کے معنی پس یہی ہیں اور اس سے زیادہ کوئی چیز نہیں"، یا انہوں نے نتیجے کے طور پر یہ کہا کہ "کتاب سماوی کے معانی تو بہت سے ہیں مگر بتانے والا کوئی نہیں"۔

پس انہوں نے ان دو صورتوں میں سے کسی بھی ایک صورت میں پیغمبروں کو جھٹلایا، پہلی صورت میں اس طرح کہ انہوں نے سطحی علم کے سوا باقی تمام علوم کو نیست قرار دیا، جس کی وجہ سے ان کے نزدیک کتب سماوی معجزانہ حکمت کے خزانوں سے خالی ہو کر رہ گئے، اور ساتھ ہی ساتھ انبیاء بھی ان کے نزدیک عام انسانوں کی طرح علمی معجزات سے خالی ہو گئے، پس اسی طرح انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا، اور دوسری صورت حال یہ ہے کہ اگر انہوں نے یہ کہا ہو کہ اب کتب سماوی کے معنی بتانے والا کوئی نہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ پیغمبروں نے اپنی آئندہ امتوں کے لئے ہدایت کا کوئی مستقل نظام قائم نہیں کیا، یعنی انہوں نے اپنی علمی پرورش سے کوئی ایسا شخص تیار نہ کر سکا جو کہ ان کے بعد امت کی علمی پرورش کر سکے اور کتب سماویہ کے حقائق و معارف سے لوگوں کو ان کی حق داری کے مطابق واقف کر سکے۔

چنانچہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کے متعلق جو ارشاد ہے وہ حسب ذیل ہے :

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَّغُوا مِعْشَارَ
مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رَسُولِيَّ فَمَا كَانَتْ لِي عَلَيْهِمْ

ترجمہ : اور جو لوگ ان (منکرین) سے پہلے گزر گئے انہوں نے بھی

(پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا (جن کی وجہ یہ تھی کہ) ہم نے ان کو (پیغمبروں کے
توسط سے) جو (کتا میں) دی تھیں وہ ان کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے،
پس (اسی طرح) ان لوگوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا، تو (آپ نے دیکھا

کہ) میرا عذاب ان پر کیسے اٹوٹا تھا۔

۸۔ اعداد کی شہادت

اقوامِ عالم کے اس قدرتی اتفاق میں بہت سے اسرارِ الہیے
پوشیدہ ہیں، کہ اعداد و شمار کی اساسی شکلیں سب کے نزدیک بلا اختلاف
دس ہیں، وہ اشکال حسب ذیل ہیں :

۰ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹

پس یہی اشکال خود اعداد ہیں، اور اعداد چیزوں کی کمیت

ظاہر کرتے ہیں جس طرح حروف چیزوں کی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ اعداد اور حروف میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اعداد میں سے ہر ایک عدد اپنی انفرادی شکل ہی میں بھی کسی چیز کی کمیت یعنی مقدار ظاہر کرتا ہے، مگر حروف میں یہ امر کائنات بہت کم ہے۔ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ حقائق کی تحقیق کے سلسلے میں اعداد کی دلیلیں بہت مستحکم ثابت ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ اعداد کے تعین میں یقیناً قدرت کا ہاتھ ہے، اسی لئے اقوام عالم میں اس کی قدروں اور حساب کے اصولوں میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ اعداد میں سے صفر عالم روحانی کی مثال ہے، کیونکہ عالم روحانی کمیت سے بالاتر ہے، یعنی اس پر گنتی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ روح ایک ایسا جوہر ہے جو قابل تقسیم نہیں، مگر اجسام مختلفہ سے متعلق ہونے کے بعد اس پر گنتی واقع ہو سکتی ہے، جس طرح صفر انفرادی طور پر کسی گنتی کو ظاہر نہیں کرتی، بلکہ اگر کوئی شخص گنتی کے کسی درجے کے بارے میں صفر کہے تو اس سے اس درجے کی کمیت کی نفی ہو جاتی ہے، ہاں جب یہ کسی دوسرے ہندسے کے ساتھ آجائے تو یہ اس ہندسے کی مدد سے کسی مقدار کو ظاہر کرتا ہے۔ پس یہ حقیقت روشن ہوئی کہ صفر عالم روحانی کی مثال ہے۔

صفر کے بعد ایک آتا ہے جو نوں آسمان کی مثال ہے، کیونکہ نواں آسمان روحانیت اور جسمانیت کا درمیانی درجہ ہے، یعنی فلکِ پنجم

سے باہر روحانی کیفیت ہے اور فلکِ ہنم کے اندر جسمانی کمیت ہے، جس طرح ایک سے آگے صفر ہے، جو عالمِ روحانی کی مثال ہے اور ایک کے بعد آٹھ اعداد ہیں، جو فلکِ ہنم کے اندر آٹھ آسمانوں کی مثال ہیں، جن کے مجموعے کو عالمِ جسمانی کہا جاتا ہے۔

اس بیان سے بھی یہی حقیقت ظاہر ہوئی کہ ہر نوع کی چیزوں میں سے ایک چیز کی افضلیت قدرتی امر ہے، چنانچہ نوعِ انسان میں بھی ایک ایسا شخص موجود ہے جو انسانی اوصاف کی کمالیت میں یگانہ روزگار ہے، جو قدرتی اور معجزانہ طور پر دوسرے تمام انسانوں کے لئے سرچشمہٴ عقل و روح ہے، جس طرح عددِ واحد دوسرے تمام اعداد کے لئے باعثِ ہستی اور سببِ وجود ہے، کیونکہ ہر عدد کی اکائیوں کو عددِ واحد کے معنی کا سہارا ہے، پس وہ شخص جو یگانہ روزگار ہے اور جس کی افضلیت اعداد کی مثال سے ظاہر ہوئی، انسانِ کامل یعنی امامِ زمان ہے اور آفاق کی یہ شہادت قرآنِ پاک کی اس شہادت کی تصدیق کرتی ہے جو ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّمَا آعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۝ ۲۴

”اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایک (حقیقت کے متعلق) نصیحت

کہتا ہوں۔“

۹۔ حروف کی شہادت

عربی زبان کے حروفِ تہجی اٹھائیس ہیں، ان میں سب سے پہلا

حرف الف ہے، الف کی شکل ایسی ہے جیسے کوئی مردِ حکیم اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے، پس اُس حکیم کا یہ اشارہ حسبِ ذیل معنوں پر مشتمل ہے :

- ۱۔ اگرچہ خدا ہر جگہ موجود ہے، تاہم علوِ شان کے اعتبار سے یہ اشارہ ذاتِ واجب الوجود کی طرف جائز ہے۔
- ۲۔ نیز اس اشارے میں واحد کے معنی ہیں۔
- ۳۔ اس اشارے سے راستی اور سچائی بھی مراد ہو سکتی ہے۔
- ۴۔ اس اشارے سے عالم بالا کی طرف توجہ دلانا بھی مقصود ہو سکتا ہے۔

۵۔ اولیت اور آغاز کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ پس جس حرف کی شکل کا اشارہ ایسے اعلیٰ ترین حقائق کی طرف ہو، وہ تمام حروف پر مقدم ہے اور ایسا حرف صرف الف ہی ہے۔

اس اصول کے مطابق کہ ہر نوع کی چیزوں میں سے ایک چیز افضل و اعلیٰ ہوتی ہے، حروف میں بھی یہی حقیقت موجود ہے، چنانچہ یہ امر واقعہ اس بات کی شہادت ہے کہ انسانی افراد میں بھی ایک فرد افضل و اعلیٰ ہے، جس میں الف کے تمام اشارے ذیل کی طرح صحیح ہوتے ہیں :

- ۱۔ وہ فرمانبرداروں کو ذاتِ واجب الوجود سے واصل کر دیتا ہے۔
- ۲۔ وہ مومنین کو توحید کی حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے۔

- ۳۔ وہ راستی اور صداقت کی ہدایت کرتا ہے۔
 ۴۔ وہ تابعین کو آخرت کی توجہ دلاتا ہے۔
 ۵۔ وہ عقلِ اول کا منظر ہے، اس لئے اس کو تمام لوگوں پر اولیت اور افضلیت حاصل ہے۔

پس آفاق کی یہ آیت قرآنِ پاک کی اس آیت کی طرح ہے جو

ارشاد ہے :

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ط ۵۶

ترجمہ: اور جو لوگ (نیکوں میں) سبقت لے جاتے ہیں، وہی لوگ

(درجات میں بھی) آگے ہیں، اور وہی خدا کے مقرب ہیں۔“

پس الف سابقون کی مثال ہے، کیونکہ یہ حرف دوسرے تمام

حروف سے ترتیب میں بھی آگے ہے اور اپنے وسیع معنی میں بھی۔

۱۔ کتبِ سماوی کی شہادت

جس طرح آنحضرتؐ تمام پیغمبروں کے سردار ہیں اسی طرح وہ آسمانی کتاب بھی جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی، تمام کتبِ سماوی سے افضل و اکمل اور جامع ہے جس کے بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف ہی نہیں، چنانچہ ذخیرہ کتبِ سماویہ سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوئی کہ ہر نوع کی چیزوں میں سے ایک چیز کی افضلیت قدرتی امر ہے، پس ظاہر ہے کہ نوعِ انسان میں بھی ایک فرد کی افضلیت کا یہی اصول کل

فرما ہے، یعنی تمام انسانوں میں سے ایک شخص افضل و اعلیٰ ہے جو امام زمان اور با دجی برحق ہے اور قرآن پاک کی طرح ذریعہ ہدایت اور سرچشمہ علم و حکمت ہے، بلکہ وہی قرآن کریم کی زندہ روح اور اس کا نور ہے اور یہ آنحضرتؐ کا ایک عظیم ترین معجزہ ہے کہ حضورؐ کی کتاب کے ساتھ ساتھ زندہ نور بھی ہمیشہ کے لئے دنیا میں موجود ہے اور آفاق کی یہ آیت قرآن پاک کی اُس آیت کی تصدیق کرتی ہے جس میں ایک طرف سے آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت برحق ہونے کی شہادت ہے اور دوسری طرف سے اس حقیقت کا تذکرہ ہے کہ ہر زمانے میں ایک ایسے شخص کا موجود ہونا قدرتی امر ہے جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ ارشاد درج ذیل ہے۔

”قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَٰهُ

عِلْمُ الْكِتَابِ ۝۳۳

ترجمہ :- (اے رسول) آپ (کافروں سے) کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے، کافی ہیں۔“

مذکورہ بالا آیت سے حکمتیں ظاہر ہو جاتی ہیں کہ اسلامی قانون کی رو سے ہر ضروری معاملہ میں دو ایسے معتبر اور عادل گواہ مقرر کر لئے جاتے ہیں، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس معاملہ کو تماًماً دیکھ چکا ہو، چنانچہ آنحضرتؐ کی رسالت کے انتہائی عظیم واقعہ کا پہلا گواہ

خود خدا نے تعالیٰ تھا، اور دوسرا گواہ خدا اور رسول کا نور تھا، جو آنحضرت کے ان تمام عظیم روحانی واقعات کے رونما ہوتے وقت حاضر تھا، جو غارِ حرا سے مقامِ معراج تک اور معراج سے آخری وقت تک آنحضرت پر گزرتے تھے، وہ مقدس نور مولانا تفسیٰ علی علیہ السلام کی شخصیت میں جلوہ افروز تھا، اور وہی نور اب بھی لباسِ امامِ زمانِ دنیا میں حتیٰ و حاضر ہے، اور یہ حکمت اسی آیت سے ظاہر ہے، کیونکہ اگر دنیا میں اب بھی آنحضرت کی رسالت کے منکرین موجود ہیں تو حضور کی رسالت کے وہ دونوں گواہ کیوں نہ ہوں، پس معلوم ہوا کہ امامِ زمانِ مولانا تفسیٰ علی علیہ السلام کا نور ہے، بس یہی نور قرآنِ پاک کی روح ہے، جس میں قرآن کے تمام علوم نورانی تصورات، تجرید و تخیلات، روحانی تمثیلات، بے دن آواز اور کلماتِ تامہ کے اشارات و رموز پر مشتمل موجود ہیں۔

پس مذکورہ تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ کائناتِ موجودات کی کل چیزیں مختلف انواع و اقسام میں پائی جاتی ہیں، اور ان تمام اقسام میں سے صرف ایک ہی قسم اعلیٰ و افضل ثابت ہو جاتی ہے، جیسے تمام چیزوں کی قسموں میں سے صرف جاندار چیزوں کی قسم ہی افضل ہے، جس میں انسان بھی شامل ہے، پھر ان تمام اقسام میں سے ہر قسم کی چھوٹی چھوٹی قسموں پر مشتمل نظر آتی ہے، اور ان چھوٹی قسموں میں سے بھی صرف ایک ہی قسم افضل ثابت ہو جاتی ہے، جیسے جاندار کہ وہ مخلوقات کے اقسام میں سے ایک بڑی قسم ہے، جس کی کئی چھوٹی

چھوٹی تسمیں ہیں، جن میں سے انسانی قسم اعلیٰ و افضل ہے، چنانچہ اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے :

۱- آسمانی کتابوں میں سے قرآنِ پاک افضل ہے اور قرآنِ پاک کی تمام سورتوں میں سے سورۃ فاتحہ افضل ہے، کیونکہ وہ اُمّ الکتاب کے درجے میں ہے۔

۲- تمام عمارتوں میں سے مساجد و عبادت خانے افضل ہیں، اور ان میں سے خانہ کعبہ افضل ہے، اس لئے کہ خدا نے اُسے بطورِ خاص اپنا گھر قرار دیا ہے۔

۳- تمام مہینوں میں ماہِ رمضان افضل ہے اور اس کے تیس دنوں میں شبِ قدر افضل ہے۔

۴- پتھروں سے جو اہر افضل ہیں اور جو اہر سے یا قوت افضل ہے۔

۵- چوپایوں میں سے حلال چوپائے افضل ہیں اور اُن سے اونٹ افضل ہے۔

۶- دانوں میں سے غلہ جات افضل ہیں اور ان میں سے گندم افضل ہے۔

۷- درختوں میں سے پھل دار درخت افضل ہیں اور اُن میں سے کھجور افضل ہے۔

۸- پھولوں میں سے وہ پھول افضل ہیں جو خوشبودار ہیں، اور

ان میں سے گلاب افضل ہے۔

۹۔ معدنیات میں سے دھات افضل ہیں اور ان میں سے سونا افضل ہے۔
۱۰۔ حیوانی جسم ڈھانپنے کے لئے اون، بال، رواں اور پروں کے
مقابلے میں انسانی لباس افضل ہیں، اور ان میں ریشمی لباس
افضل ہیں۔

۱۱۔ سونگھی جانے والی چیزوں میں سے خوشبویات افضل ہیں اور
ان میں کستوری افضل ہے۔

۱۲۔ انسان کے باطنی اعضاء میں سے اعضائے رئیسہ افضل ہیں،
جو دل، دماغ، کلیجہ، پھیپھڑے، پتلا، تلی اور گردے ہیں،
اور ان میں دل افضل ہے۔

۱۳۔ انسان کے ظاہری اعضاء میں وہ اعضاء افضل ہیں جو حواس
خمسہ کے مراکز ہیں اور ان میں آنکھیں افضل ہیں۔

۱۴۔ انگلی والے اعضاء میں دونوں ہاتھ افضل ہیں اور ان میں
دایاں ہاتھ افضل ہے۔

۱۵۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں سے دائیں ہاتھ کی انگلیاں افضل ہیں،
اور ان میں انگوٹھا افضل ہے۔

۱۶۔ انسان کی باطنی قوتوں میں عقلی قوتیں افضل ہیں، ان میں قوت
ذکر افضل ہے، کیونکہ روحانی معجزات اسی میں پوشیدہ ہیں اور
اسی سے دوسری تمام قوتیں پرورش حاصل کرتی ہیں۔

پس معلوم ہو کہ کائنات و موجودات اصولِ افضلیت کے تحت قائم ہیں، چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اسی اصول کے مطابق سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت و امامت کے لئے برگزیدہ کیا، اور یہ سلسلہ حضرت آدم کی نسل میں حضرت نوح علیہ السلام تک چلا، حضرت نوح کی نسل میں حضرت ابراہیم تک چلا، حضرت ابراہیم کی نسل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چلا اور آنحضرت پر نبوت کا سلسلہ تمام ہوا۔ مگر سلسلہ امامت آنحضرت کی آلِ پاک میں تاقیامت جاری و باقی ہے، چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے،

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ۚ سوره ۵۴

ترجمہ: "بے شک ہم نے ابراہیم کی اولاد کو (قیامت تک) کتاب اور

حکمت (کی وراثت) دی اور ان کو ایک عظیم سلطنت دی۔"

پس مذکورہ ارشادِ الہی سے آلِ ابراہیم یعنی آلِ محمد کی افضلیت ظاہر ہے، وہ یہ ہے کہ آسمانی کتاب کی تاویل اور حکمت تاقیامت انہی کے ذریعے سے کسی کو بل سکتی ہے اور وہ اسی سبب سے روحانیت کی عظیم سلطنت کے مالک ہیں، چونکہ آسمانی کتاب کی تاویل اور حکمت ہمیشہ کے لئے ضروری ہے، اس لئے امام جو ابراہیم اور محمد کے خاندان سے ہے دنیا میں ہمیشہ حی و حاضر ہوتا ہے، اور خود مختار بادشاہ یک ہوتا ہے۔ اس لئے امام مستقر جو دینی بادشاہ ہے ایک ہوتا ہے،

اور دو ریختوں میں امام بظاہر اس روحانی سلطنت کے ذریعہ کی حیثیت سے ہوتا ہے، چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے میں دینی بادشاہ تھے، اور مولانا مرتضیٰ علی علیہ السلام ان کے وزیر تھے۔

حقدار مومنین کے لئے اصولِ افضلیت کا ذکر کیا گیا۔ بفضلہ
ومتہ والسلام۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

مُنَقِبَاتِ نُورِ اِمَامَت

بصورتِ سوال و جواب

سوال

جواب

- کون ہوا پیشوا بعد رسولِ امین؟ جس کو خدا نے دیا نام امامِ مبین
- منبرِ روزِ غدیر کس کے لئے تھا بنا؟ برسرِ خدا کے لئے تاکہ بنے جانشین
- پیغمبرِ دینِ نبی کس نے کیا تھا بلند؟ حیدرِ کرار نے گو نہ شیرِ عزمین
- بعدِ خدا و رسول کس کی اطاعت ہے فرض؟ اس کی جو ہے نورِ حق صاحبِ نیا دین
- نورِ امامِ مبین کب سے ہوا ہے طلوع؟ یہ تو ازل ہی سے ہے جبکہ نہ تھی ماطین
- کون ہے دُلّیلِ سوار؟ کون ہے مہمّہ ناز؟ سرورِ مردانِ علی قاضیِ روزِ حسین
- خازنِ علمِ خدا کون ہے اس میں؟ رہبرِ راہِ ہدایا دئی دینِ متین
- بابِ علومِ نبی کون ہے اسے ہوشمند؟ نورِ علیؑ ہے سدا بابِ رسولِ امین
- سلسلہٴ نور کی کب سے ہوئی ابتدا؟ جبکہ ہوا بوا البشر تا تب روتے زمین
- فرضِ ملائک پہ کیوں سجدہٴ آدم ہوا؟ آدمِ خاکی میں تھا نورِ علیؑ جاگزین
- نفسِ رسولِ خدا کون ہے وہ ارجمند؟ والی ملکِ دلا پیشروِ مُتَّقین
- ہاں تو وہی ہے مگر جلوہ نما ہے کہاں؟ چشم سے بصیرت سے دیکھ دل میں ہوا مبین

عرشِ اِلهِ کا قیام جس پر ہے وہ کون ہے؟
 کس کو خُدا نے دیا خاتمِ حکمت نگیں؟
 کس کے احاطے میں ہے دائرہٴ کلِ شے؟
 ہے کوئی ایسا چراغ جو نہ بجھے نہ ہر میں؟
 کس نے کہا اے نصیرِ اِشا بہت دُور؟
 سلسلہٴ نُور ہے حایلِ عرشِ برہین
 مملکتِ مُلکِ دین جس کو ہے زیرِ نگیں
 ذاتِ امامت میں ہے عالمِ نُورِ یقین
 نُورِ امامت ہے وہ نُورِ دلِ مومنین
 جسم سے ماں نُور ہے دل سے مگر ہے قرین

Institute for
 Spiritual Wisdom
 and
 Luminous Science
 Knowledge for a united humanity

آپ کے تعاون کا شکریہ

حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَيَّ الْيَتِيمَ وَالَّتُقُوٰی ط ^{سورہ ۵}
آیت ۲

ترجمہ: ”اور تم نیکی و تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے کا تعاون کیا کرو۔“
اس ارشادِ الہی سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نیکی و پرہیزگاری کے تمام کاموں میں مومنین کی باہمی امداد دین کے ضروری فرائض میں سے ہے، مگر امکاناً یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ سب سے عظیم نیکی اور سب سے بڑی پرہیزگاری کون سی ہے کہ جس کی تعمیل میں مومنین باہمی امداد کے زیادہ ثواب حاصل کر سکتے ہوں؟

اس کا سادہ اور آسان جواب یہ ہے کہ سب سے عظیم نیکی وہ ہے جو تمام بیکوں پر حاوی ہو اور سب سے بڑی پرہیزگاری وہ ہے جو ساری پرہیزگاریوں پر محیط ہو، اور ایسی نیکی و پرہیزگاری تو صرف علم ہی ہے۔

پنچاچھ خد تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط ^{آیت ۱}
۱

ترجمہ، میرے پروردگار نے علم کو ہر چیز پر حاوی کر دیا ہے، تو کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

پس معلوم ہوا کہ دینی قسم کی علمی خدمت ہی سب سے عظیم نیکی اور سب سے بڑی پرہیزگاری ہے، اور جس میں مومنین کا باہمی تعاون کرنا عظیم ترین ثواب ہے، کیونکہ علم ہی کے ذریعہ بھلائی اور بُرائی میں فرق و امتیاز کر کے اپنے اور دوسروں کے حق میں بھلائی کی جاسکتی ہے اور بُرائی سے پرہیز کیا جاسکتا ہے، اور صرف علم ہی ایک ایسی لامحدود اور ہمہ رس دولت ہے جس سے حال اور مستقبل میں قوم و مذہب کے ہر فرد کو کافی حصہ مل سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ علم خدا کی رحمت ہے جس میں دین و دنیا کی سُرِخروئی، سر بلندی اور شادمانی پنہان ہیں۔

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری قوم کے اکثر علم دوست اور ترقی پسند حضرات دینی علم کے ایحاء و اشاعت کے سلسلے میں قہرسم کا تعاون کر لیا کرتے ہیں، جن کی کثیر تعداد وادی ہمنزہ کے تقریباً تمام مقامات اور گلگت، ایچینسی کے علاقہ جات میں ہے، جن میں اوشی کھنڈاس اور دنیور کے دینی اجاب قابل ذکر ہیں، اسی طرح نوبل اور رحیم آباد کے عزیزان بھی ہیں، پنیال، اشکو من، گوپس اور یاسین کے اسماعیلیوں میں بھی علم گستری کی قدر کرنے والے بہت سے حضرات ہیں، جیسے میرے عزیز نوجوان واعظین جو فی الحال کراچی کے علمی مرکز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور جیسے میرے دوست فقیر یاسین

خلیقہ محمد آباد صاحب۔

کُلکت میں الواعظ جناب شہزادہ سلطان خان صاحب ^(رحمۃ اللہ علیہ) تھے جنہوں نے یارِ باطن اپنے شیریں اور پُر اثر کلام سے اس خادم کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے، ان کے علاوہ وہاں میرے بہت سے ایسے عزیز دوست ہیں جنکی دینی اور روحانی دوستی کی مسرتیں میرے دل و دماغ کو قوت بخشتی ہیں۔ اوشی کھنڈاس اور دیور کے علاوہ نول اور رحیم آباد میں بھی ایسے حقیقی مومنین اور میرے پیارے شاگرد ہیں جن کی خوشی حاصل کرنے کی امید نے مجھ میں ایک خاص قسم کی بیداری پیدا کر دی ہے، بالکل یہی تذکرہ خضر آباد، حسین آباد، مایون، خان آباد اور ناصر آباد کے حقیقی اسماعیلیوں کے متعلق بھی ہے کہ جب بھی میں ذرا ان مومنین کے درمیان رہتا تو میرے دل و دماغ میں ایمان و اخلاص کی ایک نئی روشنی آجاتی ہے اور میرے باطن میں علمی خدمت کا ایک تازہ ترین جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مرتضیٰ آباد بالا و پائین کے حقیقی مومنین اور میرے خاص شاگردوں نے کمالِ خلوص و محبت سے مجھے بہت کچھ متاثر کر دیا ہے ان کا اور دوسرے مقامات کے بعض عزیزان کا یہ حال ہے کہ بس ان کی روحانی اور مادی طاقتیں میرے بھیس میں علمی خدمت کرتی ہیں۔

حسن آباد کے مومنین بڑے مخلص اور عقیدت مند ہیں، اس خوش نصیب گاؤں کے اسماعیلیوں میں بعض بڑی لائق و فائق ہستیاں پیدا ہوئی ہیں، جن سے ہم کو طرح طرح کی معاونت حاصل ہے۔

علی آباد کے تذکرہ ہی سے میرا دل دماغ باغ باغ ہو جاتا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یقیناً یہی ہے کہ علی آباد علی کے مبارک نام کے طفیل سے ایک ایسا گاؤں ہے کہ دینی اتفاق و اتحاد میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، وہاں کے اہل علم حضرات جو ہر وقت اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں، وہاں کے سوشل ورکرز، جو ہمیشہ اپنی قوم اور مذہب کی خدمت سے تمک نہیں جاتے، وہاں کے مدرسین جو انتہائی جانفشانی سے قوم کے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دیتے ہیں، وہاں کے کاریگر اور تمام اسماعیلی افراد جو قومی عمارتوں کی تعمیر کی خدمت انجام دیتے ہیں وہ سب اپنی مثال آپ ہیں، بلاشبہ علی آباد نہ صرف میری ہی قوت بازو سے بلکہ علی آباد نے زمانہ قدیم سے ہر اسماعیلی سید، ہر عالم دین، ہر فقیر اور ہر خادم دین کی حمایت و یاری کی ہے۔

دور کھن کی اسماعیلی جماعت بھی شاہراہ ترقی پر گامزن ہو رہی ہے اس کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہاں کے چند نوجوانوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے جو آگے چل کر نہ صرف اپنے گاؤں ہی کی ترقی کریں گے بلکہ پوری قوم اور مذہب کے لئے بھی کارہائے نمایاں انجام دے کر ملک و ملت کو روشن کر دیں گے۔ میں نے کئی دفعہ رسمی طور پر دور کھن کے اسماعیلیوں سے مذہبی گفتگو کی ہے، وہ بڑے ہوشیار، نکتہ شناس اور فہیم ہیں اور اپنے علماء کی عزت و تکریم میں کوئی بھی کمی نہیں کرتے۔

حیدرآباد کے عناصر سے میرا یہ ناتوان جسم بنایا گیا ہے، اس لئے

میں اس گاؤں کے احسانات کا ممنون ہوں، کوئی شک نہیں کہ حیدرآباد کی اسماعیلی جماعت نے بھی مذہبی اور قومی امور میں کافی ترقی کمر لی ہے، کیونکہ وہاں کے اسماعیلی افراد سب کے سب بڑے مخلص اور بڑے دیندار ہیں، ان کے قومی کارکنوں اور رضا کاروں نے مفید کاموں کی مثالیں پیش کرنے کے سلسلے میں بڑی جانفشانی دکھائی ہے۔

گنیش اور گریت کے اسماعیلیوں کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب پر انتہائی مضبوطی سے قائم ہیں، وہ اپنی خداداد قابلیت کی بناء پر دینی باتوں کے متعلق سوال و جواب کا اصول خوب جانتے ہیں، مجھے چند بار گریت کے اسماعیلی جماعت کے جذبہ ایمان سے لطف اندوز ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

بلت ریاست ہنزہ کا دینی اور دنیاوی مرکز ہے، جہاں بڑے بڑے صاحب منصب اور ذمہ دار حضرات رہتے ہیں، اس کے علاوہ بلت کی آبادی بڑی گنجان ہے، ان اسباب کی بنا پر وہاں کی ترقی قدرتی امر ہے، بلت میں کل آٹھ جماعت خانے ہیں، مجھے وہاں کے اکثر جماعت خانوں میں جہانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور بہت سے حقیقی یونین کے نور ایمان سے میرے قلب میں اخلاص و یقین کا انعکاس و ادراک ہوا ہے، بلت میں میرے بہت سے عزیز و احباب رہتے ہیں جن سے ہمیشہ میری علمی خدمت کی معاونت ہوتی رہتی ہے۔

بلت کے اسماعیلی حضرات مذہبی عقائد میں بڑے مستحکم ہیں،

اور خدا کے فضل و کرم سے اب ان میں چند علماء بھی پیدا ہوئے ہیں، کچھ نوجوانوں نے دنیاوی تعلیم میں بھی کافی ترقی کر لی ہے، میں نے کئی دفعہ البتہ کے اہل علم حضرات کے ساتھ مذہبی مذاکرہ کیا ہے، جس میں ان کی ذہانت و ہوشیاری دیکھ کر مجھے انتہائی خوشی حاصل ہوئی ہے، وہ بڑی سنجیدگی اور اخلاق سے بات کرتے ہیں، البتہ میں میرے بہت سے روحانی اجاب ہیں جن کی محبت سے مجھے روحانی قسم کی تسکین ملتی ہے۔ احمد آباد کی جماعت بھی قابل تعریف ہے، خوش قسمتی سے مجھے وہاں کے تلم مومنین کے ساتھ ایک دفعہ شب بیداری اور عبادت کرنے کا شرف حاصل ہوا، مجھے وہاں کے چند خوش الحان قصیدہ خوانوں کی لطیف آواز نے بے حد مست بخشتی اور میں جماعت کی دینداری سے بہت متاثر ہوا۔

گلمت، علاقہ دنگو جال کا صدر مقام ہے، وہاں کے حقیقی اسماعیلی دینی آداب کی بجا آوری میں بے مثال ہیں، علاقہ دنگو جال کے اسماعیلوں کے قلوب میں دینی اخلاص و محبت بھری ہوئی ہے، گلمت، حسینی، فاسو، خیبر، مورخون اور سوست بالا و پائین کی جماعتیں یکساں طور پر انتہائی دیندار اور بڑے حلیم الطبع ہیں، البتہ مورخون اور سوست بالا و پائین اور خدا آباد کی جماعتوں میں اس دفعہ ایک مزید خوبی دیکھی گئی، وہ خوبی عبادت اور ذکر الہی میں اپنے آپ کو محو کر دینے کے متعلق تھی۔

مسگر کے نخلص اور حقیقی مومنین کے دینی جذبات اور ذکر و عبادت

کے نتیجے میں روحانی واقعات انتہائی عجیب و غریب اور از بس تعجب خیز ہیں، یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں مہینوں اور ہفتوں کے لئے مختلف موقعوں پر بار بار مسگار کے اسماعیلیوں کے درمیان رہا، جس کی مجموعی مدت کم از کم تین ہزار گھنٹوں کی ہے اور حق بات یہ ہے کہ میں نے ہر بار ان کو دینی صلاح و فلاح میں روز افزوں ترقی پر دیکھا، اور خصوصاً اس سال!

اس دفعہ مسگار کی جماعت کی جانب سے وہاں کے تعلیم یافتہ حضرت نے مجھے ایک ایسا سپاس نامہ عنایت کر دیا ہے کہ جس سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی، جس کے مضمون کی علمیت و قابلیت دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسگار پر علم و ادب کا کوئی ستارہ طلوع ہو رہا ہے۔ اس کتابچے کی یہ ہزار جلدیں مسگار کی تمام حقیقی اسماعیلی جماعت کے قابل قدر تعاون کے ثمرات میں سے ہیں، میں انکی اس بہر رس دینی خدمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دل و جان سے اعتراف کرتا ہوں کہ مسگار کی جماعت کے خواندہ طبقہ اور حقیقی اسماعیلیوں نے برابۃً خائۃً حکمت و ادارہ عارف سے تعاون کیا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرتضیٰ آباد، اوشی کھنڈ اس وغیرہ میں بھی کافی عرصے سے جدید قسم کے روحانی تجربات کے لئے ذکرِ حبلی کی مخصوص مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ عام روحانی مجالس میں بھی کسی کسی خوش نصیب مومن کو ذکرِ الہی میں مسرت و مدہوش یا عجز و نیاز میں لرزہ براندام دیکھا گیا ہے، مگر مسگار کے حقیقی مومنوں نے قدرتی

اور حجازہ طور پر سموز و گداز اور محویت کے جس انداز کا مظاہرہ کیا ہے وہ میرے لئے ایک ایسا فرحت بخش اور قابل یاد واقعہ ہے، جس کو بفرض محال اگر میں فراموش کر دینا چاہوں تو غیر ممکن ہے کہ فراموش کر سکوں۔

پتہ رال کے اسماعیلیوں نے قومی اور ملی اعتبار سے کافی ترقی کر لی ہے، انہوں نے تعلیم و تنظیم کے بہت سے ادارے قائم کئے ہیں اور وہاں ہیلتھ سینٹر کی شاخیں کھولی گئی ہیں۔ وہاں کے اسماعیلی اعلیٰ درجے کے عقیدتمند اور مخلص ہیں، ان کے قومی کارکنوں میں ہمت و جرات کا خاصہ موجود ہے۔

پتہ رال کے اسماعیلیوں میں بھی میرے بہت سے ایسے اجاب ہیں جن سے میری ہر طرح کی ہمت افزائی اور معاونت ہوتی رہتی ہے۔

راولپنڈی اور سرگودھا کے اسماعیلیوں میں میرے چند خاص اجاب ہیں جو علمی خدمت میں ہمیشہ میرا تعاون کرتے رہتے ہیں، جن کی دوستی سے مجھے فخر و خوشی حاصل ہے۔

کراچی کے اسماعیلیوں میں بھی میرے بہت سے عزیز و اجاب ہیں جن سے مجھے طرح طرح کی امداد حاصل ہے، مجھے تعلیم یافتہ اور ترقی پسند حضرات بہت ہی عزیز ہیں، جن کی دوستی و محبت سے مجھے ہر وقت خوشی حاصل ہوتی ہے، اور اکثر یہی خوشی میرے کاموں میں مدد و معاون ثابت ہو جاتی ہے۔ والسلام۔

فقط آپ کا مخلص : نصیر ہنزائی

، فروری ۱۹۶۸ء

مورخہ، ذیقعد ۱۳۸۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سپاسنامہ

پنہان اسی میں جذبِ محبت کا راز ہے اللہ کے عاشقوں کا یہی امتیاز ہے
اس عشق کا یہ جذبہ سوز و گداز ہے دردِ فنا کے جام سے جو بے نیاز ہے

محترم عالی قدر جناب علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

میا علی مدد
جناب والا! آپ اپنی گونا گون مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی
وقت نکال کر مولانا حاضر امام کے مقدس مذہب اور قوم کی دینی و
دنوی ہدایت اور بہتری کی خاطر ہمارے دل تشریف لائے اور مختصر
سی مدت میں راہِ نجات دکھا کر اپنی پُر اثر صحبت سے مستفیض فرمایا،
جس کے ہم نہایت شکر گزار ہیں۔ جناب یہ دینی خدمات آج سے نہیں
بلکہ عرصہ دراز سے سر انجام دیتے آئے ہیں، اور آپ کا طرہ امتیاز یہ ہے
کہ آپ دنیا کی رنگین لذتوں کو خیر باد کہہ کر اپنی قوم بلکہ پورے اسماعیلی
عالم میں ان لوگوں کو جو دورِ حاضر کے روحانی نور سے بے خبر ہیں،

شعلِ راہِ بن کر راہِ نجات دکھانے کیلئے کمر بستہ ہیں، خدا کی قربت قلب و نظر کے سکون کے لئے بلاشبہ متابعِ گران کی ضمانت دیتی ہے، مگر یہ کس طرح حاصل ہو؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو بے علم انسان کے لئے ایک عقدہ لاینحل کی حیثیت رکھتا ہے، اور جن کی عقدہ کشائی ایک ذی علم و عمل عارف کی بصیرت، افروز و عطا و نصیحت ہی سے ممکن ہے یعنی دنیا کے جادو اور فریبوں کی پردہ دہی کرنا، بھلائی اور برائی کی سوچ بوجھ پیدا کرنا اور تزکیہ نفس کی کہکشانی راہوں پر چلنا سکھانا ایک باعمل اور روشن ضمیر عارف کا کام ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس مصیبت بردوش وقت میں ایک صاحبِ علم و عرفان کی حضوری ہمیں گھر بیٹھے نصیب ہوئی، جن کی مدد و نشتا صفت کے اثر سے ہم جہالت کی تاریکیوں سے نورِ معرفت کی طوف آئے اور قلب و ذہن کے گوشے گوشے تک مقدس نور کی روشنی پھیلتی ہوئی محسوس کر رہے ہیں، جن کا حقیقت پر مبنی اور معرفت سے معمور کلام متین اور سخن شیرین ہماری روتوں کے لطیف پردوں سے ٹکرائے گا کہ ایک مقدس و منزہ سرور کو جنم دے رہا ہے اور جن کے دل گداز اندازِ مخاطب سے فیوض کے چشمے چھوٹ نکلتے ہیں اور جن کی رُوح پرور روحانی کیفیت دیکھ کر اقبال کا یہ شعر از خود زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ:

نگاہ بلند، سخن دل نواز جان پر سوز

یہی ہے رختِ سفر میرِ کاروان کے لئے

یہ دیکھ کر خدا کی بے نیازی پر ہزار بار قربان ہونے کو جی چاہتا ہے کہ قدرت ہم جیسے گناہوں کی گہری دلدل میں پھنسے ہوئے انسانوں کو بھی اپنی رحمت بے پایان کے نذرائی دامن تلے چھپالینا چاہتی ہے، کیا یہ اس کی شانِ بے نیازی نہیں؟ اور ہم جیسے جنم جنم کے مریضوں کے لئے حکیم بھی ایسا منتخب کیا ہے جو دورِ حاضر کے روحانی معالجوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

اہلِ نظر، اہلِ جمال، اہلِ قلم ہم جیسے

ڈھونڈ کے تم دیکھ لو دیتا میں کہاں ملتے ہیں

مولانا حاضر امام کنین میں جناب کو اس خدمت کا صلہ عطا کرنے پر مع ہے کہ آپ بحیثیت ایک نامور دینی فقیر کے اپنی جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کر کے اپنے شہنشاہِ دو عالم کی خدمات میں تکالیف پھیلتے ہیں۔ جناب یہ مذہبی اور قومی خدمات آپ کے شایانِ شان ہے آفرین صد آفرین، آپ کی ابتداء سے پیدائش بھی سعادت مندی ہے اور آخری مرحلہ بھی!

عالیجاہ! آج ہمارے چہروں پر اداسی کی لکیریں کیوں پھلتی جا

رہی ہیں؟ آج ہماری رو میں اپنے دنیاوی ویران گوشوں ہی میں

روحانی بہاروں کے دل آویز نشیمن بنانے کے باوجود کیوں غمناک ہیں! آج ہمارے ایمان کے نور سے چمکتے ہوئے قلب کیوں مدہم ہو رہے ہیں! آج ہماری خوشی کے لبریز پہاڑ نے غم کی تلچٹ سے کیوں پھلک رہے ہیں؟ کیا اس لئے کہ ہمارا عظیم محسن ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر کے اور کسی تاریکی میں ڈوبی ہوئی بستی کو جگمگانے کے لئے جارہے اور ہمیں ان کی جدائی گوارا نہیں، مگر اس پر تو ہمیں افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دین کی پھیلتی ہوئی روشنی کی ایمان افروز لہروں کو لب و لہجہ عقیدت سے سوسو بار چومنا چاہئے۔ اسے ہمارے عظیم میر کا روان: آپ ہم جیسے اور گم کردہ راہ قافلوں کو بھی صحیح رہگذر منزل کا پتہ بتانے کے لئے ضرور جالیئے، مگر دیکھئے گا کہ اپنے اس قافلے کی خبر نہ بھولئے گا جو منزل کی سمت روان دوان ہے۔

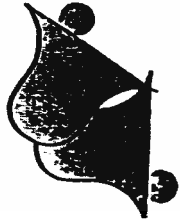
یہ تمنا ہے کہ آئے آپ لاکھوں باریوں

جھوم کر آتا ہے جیسا ماہِ خندان ماہِ ماہ

آخر میں جماعت بارگاہِ خداوندی میں دست بہ دعا ہیں، کہ مولانا حاضر امام آپ کو دین و دنیا میں سرفراز و سربلند رکھے، آپ کو سکھی و آباد رکھے؟ مولانا حاضر امام آپ کو دنیوی آفتوں سے محفوظ رکھے، ہمیشہ ان کی نظرِ رحمت آپ پر پڑے اور اپنے نورانی ظاہر و باطن دیدار سے مدام مشرف کرے؟ آمین!

۲۶ اگست ۱۹۶۷ء

(از طرف اہالیانِ مسگر ہونزہ سٹیٹ)



Bismillahir Rahmahir Rahim

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

In appreciation of 25 years of meritorious services to Mr. Fath 'Ali Habib Merchant, Life President, Khanah-i Hikmat and Advisor, Mrs. Gulshaker Fath 'Ali Habib in disseminating the light of wisdom of the light of Imam, through the lofty minaret of knowledge and wisdom of the Imam of the time, 'Allamah Nasir al-Din Nasir Huneai, by supporting him and publishing his books and bringing together the lovers of the true knowledge through love, affection, humility and unbounded generosity. On the occasion of the Silver Jubilee of your services we humbly pray to Khudawand to grant you both and your children long life to continue these epoch-making services and may this holy and blessed tradition continue in your future generations. On this happy occasion we also sincerely remember all the 'amaldars and members of Khanah-i Hikmat and Idarah-i 'Arif, who have striven by your side in the Jihad of 'Ilm.

Nooruddin Raipari

Chairman

Idarah-i 'Arif, U.S.A.



‘Allāmah Naşir al-Din Naşir Hunzai

He is the author of over a hundred books related to the esoteric interpretation of the holy Qur’an. He writes both prose as well as poetry. He is the first person to have a Diwān of poetry in Burushaski, his mother tongue, and is known as "Bābā-yi Burushaski" (Father of Burushaski) for his service to that language. He also composes poetry in three other languages: Urdu, Persian and Turkish. His contribution to spiritual science has been widely recognised. His works include "Qur’anic Healing", "Practical Şūfism and Spiritual Science", "Balance of Realities", "Du‘ā - Essence of ‘Ibādat", "What is Soul?" and "Recognition of Imam". He is the co-author of a German-Burushaski dictionary published by Heidelberg University, Germany and "Hunza Proverbs" published by Calgary University of Canada. He is a recipient of "Sitārah-yi Imtiyāz" awarded by the Government of Pakistan for his contribution to Literature.



**Published By
Dānishgāh-i Khānah-yi Hikmat**